بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا ؕ کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

ترجمہ: اور نہ ہو جانا تم مشرکوں میں سے یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے پھوٹ ڈال دی اپنے دین میں اور بٹ گئے فرقوں میں۔ ہر فرقہ اس (طریقے) پر جو ان کے پاس ہے مگن ہے۔

خطبہ

جمعۃ المبارک

”25 جنوری 2013 بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۴ ہجری“

عنوان

ربیع الاول اور مسلمانوں کا طرزِ عمل

زیرِ اہتمام: شعبہ دینی امور جوہری ٹرسٹ (جامع مسجد الرحمٰن، نئی آبادی اٹاری سروبہ، لاہور)

نوٹ: ہم وضاحت کے ساتھ یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ الحمد اللہ ہمارا کسی فرقہ، کسی مسلک، کسی سیاسی گروہ یا جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہمارا عزم ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے سے انتشار اور افتراق (صوبائیت، لسانیت اور فرقہ واریت) کو ختم کرنا ہے اور بہترین معاشرہ بنانا ہے اس کے لیے ہم نے ایک انسانی کوشش شروع کی ہے اور ہر انسانی کوشش میں غلطیوں کا امکان رہتا ہے لہٰذہ ہماری تحریر میں جو کچھ صحیح نظر آئے نورِ قرآنی ہے اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے وہ ہماری کوتاہی ہے۔ اس ادنیٰ سی کوشش کو آپ تک پہنچانے کے لیے خطبات کا سلسلہ ایک کڑی ہے ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ ہماری اس کاوش کو سراہیں گے اور آپ کو ہم اپنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ اللہ پاک ہمیں استقامت دے اور معاشرتی بہتری کے لیے زیادہ سے زیادہ کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

زیرِ نگرانی: محترم جاوید اختر جوہری صاحب

صدر جوہری ٹرسٹ و جامع مسجد الرحمٰن

اب آپ خطبہ جمعۃ المبارک انٹرنیٹ پر بھی دیکھ سکتے ہیں:

www.johritrust.org

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیۡدًا ﴿۲۸﴾ (الفتح:۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی ہیں جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ غالب کردے اس دین کو باقی تمام ادیان پر۔ اور اللہ تعالیٰ کافی ہیں دیکھنے والے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موضوع:

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا موضوع ہےکراں ہے کہ صاحب کشورنشاط، جامع کمالات، پیکر رحم وکرم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تذکرہ سے قلب وجگر کو سکون، ۔۔۔۔۔۔۔آنکھوں کو ٹھنڈک، ۔۔۔۔۔۔۔خیالات کو بانکپن، ۔۔۔۔۔۔۔زبان کو حلاوت، ۔۔۔۔۔۔فکرونظر کو جلا، ۔۔۔۔۔۔۔نگاہوں کو حیا، ۔۔۔۔۔۔۔اور روح کو شفا ملتی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ ایک گناہ گار انسان کو اپنے سیاہ نامہ اعمال کو دھونے کے لئے ابر رحمت کے چند قطرے میسر آنے کا زریں موقعہ نصیب ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ایک مسلمان کے لئے سرمایہ افتخار اور سرمایہ حیات ہے۔

آج کی گفتگو کا عنوان ربیع الاول اور اس ماہ آنے والی ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

ربیع کا معنیٰ:

اسلامی مہینوں کے اعتبار سے یہ تیسرا مہینہ ہے جسے ربیع الاول کہتے ہیں اس مہینہ کو یہ اعزاز وفضیلت حاصل ہے کہ اس میں محسن انسانیت، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت ہوئی۔ عربی زبان میں ''ربیع'' کا معنی بہار ہے اور جب بہار آتی ہے تو غنچے چٹکتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔، پھول کھلتے ہیں ، ۔۔۔۔۔۔۔کلیاں مسکراتی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔، سبزہ زار مہک اٹھتے ہیں ، ۔۔۔۔۔۔۔پرندے چہچہاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔بہار کی آمد سے دل ودماغ معطر ہوجاتے ہیں ہر طرف ایک کیف ومستی اور سرور کا عالم ہوتا ہے۔ آج سے تقریباً ساڑھے چودہ صدیاں پہلے عرب کی ویران وادی میں بہار آئی تھی حضرت آمنہ کے گھر کے آنگن میں پھول کھلا تھا جس کی مہک سے ساری دنیا معطر ہوگئی۔ دلوں کے خلوت کدے روشن ہو گئے ، ۔۔۔۔۔۔۔تھکی ماندی انسانیت کو شادمانی مل گئی ۔۔۔۔۔۔۔، نسل آدم کا وقار بلند ہوا ۔۔۔۔۔۔۔، شرفِ انسانی کو معراج نصیب ہوئی ، ۔۔۔۔۔۔۔عظمت انسانی کو سربلندی ملی ، ۔۔۔۔۔۔۔خاک کے ذروں کو حیات نوع ملی ، ۔۔۔۔۔۔۔یہ آنے والی بہار اور اس میں کھلنے والا پھول حسنِ ازل کی تجلی خاص اور جانِ کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس تھی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے تو کائنات انسانی بحرِ ظلمات میں غرق تھی اور روحانیت شیطنت سے مغلوب ہورہی تھی

خلاق عالم نے اپنے آخری نبی اور محبوب ترین رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ کو اس دنیا بھیجا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہدایت سے ظلمات ضلالت کو شکست دیں۔ اور حق کو باطل پر غالب کریں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور آتے ہی باذن اللہ دنیا کا رخ پلٹ دیا، بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ خدا سے جوڑ دیا اور جو غم نصیب حفیض ذلت میں گر چکے تھے ان کو اٹھا کر اوج رفعت میں پہنچایا، مشرکوں کو موحد بنایا اور کافروں کو مومن، بت پرستوں کو خدا پرست کیا، اور بت سازوں کو بت شکن، رہزنوں کو راہنمائی سکھائی اور غلاموں کو آقائی، چور چوکیدار بن گئے اور ظالم غمخوار، اور جو دنیا بھر کے آوارہ تھے وہی سب سے زیادہ متمدن ہوگئے اور جن کا قومی شیرازہ بالکل منتشر ہو چکا تھا وہ کامل طور پر منظم کردیئے گئے، روحانیت کے فرشتے شیطنت پر غالب آ گئے ۔

کفروشرک، بدعت وضلالت اور ہر قسم کی گمراہیوں کو زبردست شکست ہوئی شقاوت وبدبختی کا موسم بدل گیا، ظلم وعدوان اور فساد وطغیان کا زور ٹوٹ گیا، حق وصداقت اور خیر وسعادت نے عالمگیر فتح پائی اور زمین پر امن وعدالت کی بادشاہت قائم ہوگئی۔

جس وقت عالم انسانی کے اس منجی اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم آب وگل میں اپنا پہلا قدم رکھا تو ربیع الاول کا مہینہ تھا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف چالیس برس کو

پہنچا۔ تو اسی مہینے میں اصلاح عالم کا کام آپ ﷺ کے سپرد ہوا۔

پس اس لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ ربیع الاول ہی اس رحمت عامہ کے ظہور کا مبدأ اور روحانی خیرات و برکات کے وفود کا منبع ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب یہ ماہ مبارک آتا ہے تو مسلمانوں کے قلوب میں اس وجود اقدس ﷺ کی یاد تازہ ہوجاتی ہے حتی کہ ان دلوں میں بھی محبت کا جذبہ سرشار ہوجاتا ہے جو دوسرے موسم میں بالکل غافل رہتے ہیں۔ چنانچہ طرح طرح سے خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ نعماءِ الٰہی سے خوش ہونا بری چیز نہیں بلکہ حدود شریعت سے تجاوز نہ ہو تو ایک درجہ میں محمود ہے۔

لیکن آج مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آج ہم جشن کی ان گھڑیوں اور شادمانی کی ان ساعتوں میں اس قابل ماتم حقیقت کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ اس مقدس و مسعود وجود نے اس مبارک مہینے میں نزول اجلال فرما کر ہمیں جو کچھ دیا تھا آج ہم اپنی شامت اعمال سے سب کچھ کھو چکے ہیں۔ ربیع الاول اگر ہمارے لئے خوشیوں کا موسم اور مسرتوں کا پیغام ہے تو صرف اس لئے کہ اس مہینے میں وہ ہادی عالم ﷺ رونق افروز عالم ہوئے تھے جنہوں نے ہم پر روحانیت کے دروازے کھول دیئے تھے اور وہ ساری نعمتیں ہم کو دلوادیں جن سے ہم محروم و مہجور ہوتے جارہے ہیں، کیا وجہ ہے کہ گزشتہ بہار کی خوشی تو مناتے ہیں لیکن خزاں کی موجودہ پامالیوں پر نہیں روتے۔

ہم ربیع الاول میں تشریف لانے والے کے عشق و محبت کا دعوی تو رکھتے ہیں اور اس کی یاد کے لئے مجلس منعقد کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ ہماری زبان جس کی یاد کا دعوی کررہی ہے، اس کی فراموشی کے لئے ہمارا ہر عمل گواہ ہے اور جس کی تعظیم و تکریم کا ہمیں بڑا دعوی ہے ہماری گمراہانہ زندگی بلکہ ہمارے وجود سے اس کی عزت کو بٹہ لگ رہا ہے۔ اگر ہمارے اس دعوائے عشق و محبت اور ادعائے احترام و عظمت میں کوئی صداقت ہوتی اور ہم جو درحقیقت ان سے غلامی کا ادنیٰ سا بھی تعلق ہوتا تو ہماری دینی حالت ہرگز اس قدر تباہ نہ ہوتی، ہم ان لائی ہوئی شریعت سے ایسے بیگانہ نہ ہوتے، ہم نماز کے عادی ہوتے، اور زکوۃ پر عامل، تقویٰ ہمارا شعار ہوتا، اتباع سنت ہمارا طرۂ امتیاز ہوتا، حرام وحلال میں فرق کرنے والے ہوتے، بلکہ مواقع شبہات سے بھی بچتے، ہماری زندگی نمونہ ہوتی صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا، اور ہمارا ہر عمل مرقع اسلام ہوتا۔

پس جب ہمارا یہ حال نہیں ہے اور ہم اپنے دلوں سے پوچھیں وہاں سے بھی یہی جواب ملے گا کہ ہاں نہیں ہے تو پھر یقین کریں کہ ربیع الاول کے موقع پر ہماری یہ عشق و محبت کی نمائش محض فریب نفس ہے جس میں ہم خود مبتلا ہوسکتے ہیں ہمارے ظاہر بین دوست واحباب، لیکن اللہ رب العزت علیم وخبیر ذات ہے، وہ سب کچھ جانتے ہیں اور نہ ہم اس کے رسول ﷺ کو ان خالی از حقیقت مظاہروں سے دھوکا دے سکتے ہیں۔ اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں، اور اللہ کی قسم اس میں ہماری خیر خواہی ہے۔ کہ ہم اپنی ان رسمی مجلسوں کی بجائے اپنے اجڑے ہوئے دلوں کی خبر لیں ـــــــــــــــ اور قندیلوں کے روشن کرنے کے بجائے ـــــــــــــــ اپنے قلوب کو نور ایمان سے منور کرنے کی فکر کریں ـــــــــــــــ

ہم اغیار کی تقلید میں نقلی پھولوں کے گلدستے سجاتے ہیں مگر ہماری حسنات اور نیکیوں کا گلشن اجڑ رہا ہے اس کی حفاظت اور شادابی کا کوئی انتظام نہیں کرتے، ہم ربیع الاول کی برکتوں اور رحمتوں کا تصور کرکے مسرت کے ترانے تو گاتے ہیں لیکن اپنی اس بربادی پر ماتم نہیں کرتے کہ ہمارا ربّ ہم سے روٹھا ہوا ہے، اس نے ہمارے بداعمالیوں سے ناراض ہوکر اپنی دی ہوئی نعمتیں ہم سے چھین لی ہیں۔ ہم آقا سے غلام ـــــــــ، حاکم سے محکوم ـــــــــ، غنی سے مفلس ـــــــــ، زردار سے بے زر ـــــــــ، بلکہ بے گھر ہو چکے ہیں۔ ہمارے ایمان کا چراغ تو ٹمٹا رہا ہے، لیکن ہمارے اعمال صالحہ کا پھول مرجھا چکا ہے۔ اور غضب بالائے غضب یہ ہے کہ ہم ابھی بھی غفلت کی چادر تان کے سوئے ہوئے ہیں۔

پس کیا اس محرومی اور مغضوبی کی حالت میں بھی ہم ربیع الاول میں آنے والے دین و دنیا کی نعمتیں لانے والے رحمۃ للعالمین ﷺ کی آمد یادگار میں صرف قندیلیں اور بتیاں جلائیں گے، ترانے اور نغمے پڑھیں گے ـــــــــــــــ؟

یا پھر اپنی عملی زندگی کو ان دعووں کے مطابق کرنا ہے جو ہم ربیع الاول میں کرتے ہیں، آج ہمارے قول وفعل میں تضاد ہے، ہم کہتے کچھ اور ہیں اور کرتے کچھ اور ہیں، ہماری زبان ہمارے دل کی رفیق نہیں ہے۔ کاش یہ تضاد ہماری زندگی سے نکل جائے ـــــــــــــــ کاش جس ذات اقدس ﷺ کی آمد کی

خوشی مناتے ہیں ان کی دی ہوئی تعلیمات جو قرآن وسنت کی صورت میں ہمارے پاس ہیں پر عمل کرنے والے بھی بن جائیں ----------------

----

کیا موت اور ہلاکی کو اس بات کا حق پہنچتا ہے، کہ زندگی اور روح کو اپنا ساتھی بنائے، کیا ایک مردہ لاش پر دنیا کی عقلیں نہیں ہنسیں گی۔ اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کرے ---------------؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دنیا کے لئے بڑی خوشی ہے لیکن اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والوں کی طرح خوشیاں منائے۔

پس اے غفلت شعاران ملت! ہماری غفلت پر صد افسوس وحسرت اور ہماری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ وبکا، اگر اس ماہ مبارک کی اصلی عزت وحقیقت سے بے خبر ہیں ---------------اور صرف زبانوں کے ترانوں اور دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اس کے مقصد کو گم کر دو گے ---------------تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مبارک مہینہ امت مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے۔ اللہ رب العزت کی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے۔ خلافت اراضی ووراثت الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے پس اس کے آنے کی خوشی اور اسکا تذکرہ و یاد کی لذّت یہ اس شخص کی روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس پیغام الٰہی کی تعمیل واطاعت اور اسوۂ حسنہ کی پیروی کے لئے کوئی نمونہ نہیں رکھتا۔

آج ہمیں سوچنا یہ ہے کہ جو بہار اور تبدیلی رحمت دوعالم ﷺ کی وجہ سے عرب میں آئی تھی کیا وہی تبدیلیاں آج ہم میں موجود ہیں۔ جھوٹ کی جگہ سچ ----------ظلم کی جگہ غمخواری-------------قطع رحمی کی جگہ صلہ رحمی-------------سود و حرام کی جگہ حلال رزق، ------------ ایک اللہ کے سامنے جھکنا--------------رسم رواج کی جگہ سنت نبوی ﷺ ---------------اور اگر نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں۔ تو ہمیں ان تبدیلیوں کو لانے کی بھرپور کوشش کرنا ہے۔ اور احتساب اپنے آپ سے شروع کرنا ہے سب سے پہلے خود میں تبدیلی کا سوچنا ہے کیونکہ فرد سے معاشرہ بنتا ہے فرد درست ہوگا۔ تو معاشرہ میں تبدیلی کی بنیاد پڑے گی۔

اللہ رب العزت ہم سے معاشرے کی اصلاح کا کام لے لے اور ہم معاشرے کے لئے ایک اچھے مسلمان ثابت ہوں۔ (آمین)

ھٰذا ما عندی و علم عند اللہ عزّوجلّ

دُعائیں

اے رب العرش العظیم ہماری آنکھوں کی روشنی کو قرآنی الفاظ سے تیز فرمادے

اے رب العرش العظیم ہمارے کانوں میں اپنے دین کی مٹھاس بھر دے

اے رب العرش العظیم ہماری زبانوں کو اپنے نور کی مٹھاس سے بھر دے

اے رب العرش العظیم ہمارے دلوں کو اپنے نور سے منور کر دے

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن صور پھونکا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن حساب کتاب کے بعد اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

اے رب العرش العظیم اس دن سے بچا جس دن چہرے سیاہ کر دیے جائے گے

اے رب العرش العظیم ہماری مدد فرما

اے رب العرش العظیم ہمیں سیدھا راستہ دیکھا

فانصر علی القوم الکافرین

فانصر علی القوم الظالمین

فانصر علی القوم المشرکین

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

جب ہم صحیح مسلمان تھے کسی گروہ یا فرقہ میں تقسیم نہ تھے تب قرطبہ پر مسلمان حکمران تھے خلافتِ عثمانیہ بھی مسلمانوں کی پہچان تھی تعلیمی درس گاہیں بھی مسلمانوں کی تھی سائنسداں بھی مسلمان تھے دنیا میں ہر نئی چیز مسلمان متعارف کرواتے تھے جب سے ہم نے صوبائیت، لسانیت کو اپنایا اور فرقہ بندی کو اپنی پہچان بنایا تب سے ہم ہر شعبہ میں زوال کا شکار ہیں۔ پستی اور ذلت مسلمانوں کا مقدر بنتی جا رہی ہے۔ آیئے ہم پھر سے صحیح مسلمان بن جائیں اپنی پہچان بطور مسلمان کروائیں تاکہ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہو گم شدہ میراث واپس مل جائے اور عظمت رفتہ بحال ہو جائے اور پھر شان سے زندگی گزارنے لگ جائیں جیسے مدینہ منورہ کی پہلی اسلامی ریاست میں صحابہؓ شان سے زندگی گزارتے تھے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو قرآن کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ